سوال

(52) جس زرعی زمین کی نہر سے آبپاشی کی جائے الخ۔

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جس زرعی زمین کی نہر سے آبپاشی کی جائے، اس زمین کی پیداوار کا انحصار نہر کے پانی پر ہو، اور اس پانی کا معاوضہ آبیانے کی شکل میں حکومت وصول کرتی ہو، اور ہر بندوبست پر حکومت اس آبیانے کی شرح میں اضافہ کرتی جاتی ہو، اور اس آبیانے کے ساتھ مختلف قسم کے ٹیکس مثلاً مہاجر ٹیکس، ترقیاتی ٹیکس بھی وصول کرتی ہو، کیا اس صورت میں نہری زمینوں کی پیداوار میں عشر ادا کیا جائے یا نصف عشر؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اقول وباللہ التوفیق! نہری زمین کی پیداوار میں عشر دیا جائے یا نصف عشر، یہ سوال غالباً اس لیے پیدا ہوا ہے کہ بعض احادیث میںنہری زمینوں میں سے عشر ادا کرنے کا حکم ہے، اور انہی احادیث میں جہاں ''انہار'' میں عشر کا ذکر ہے، ان میں بارانی زمینوں کا بھی ذکر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں بارانی زمینوں اور نہری زمینوں دونوں کےلیے یکساں حکم ہے کہ ان کی پیداوار میں سے عشر ادا کیا جائے، اور اسی بنا پر سائل کو سال کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ بارانی زمینوں میں زمین کو سیراب کرنے کےلیے کوئی محنت نہیں کرنی پڑتی نہ کسی قسم کا خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے، اور آج کل کی نہری زمینوں مین توکئی قسم کے اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں، اور اپنی زمینوں تک پانی لانے کےلیے چھوٹے کھالے کھودنے پڑتے ہیں، پھر آبیانہ اور آبیانہ کے ساتھ کئی کئی قسم کے ٹیکس دینے پڑتے ہیں، ایسی حالت میں بارانی زمینوں اور نہری زمینوں کا حکم ایک کیسے ہوسکتا ہے؟

اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے لفظ ''الانہار'' کی تشریح کی جائے، تاکہ واضح ہوسکے کہ اس زمانہ میں انہار کی یہی صورت تھی جو آج کل ہے، یا اس سے مختلف تھی، قاضی القضاة امام ابویعلیٰ (متوفی ۴۵۸ھ اپنی مشہور تصنیف الاحکام السلطانیہ) میں فرماتے ہیں کہ نہریں تین طرح کی ہوتی ہیں۔

((احدھما اجراہ اللہ تعالیٰ من کبار الانہار التی لم یحضرھا الآدمیون))

''ایک قسم نہر کی یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے جاری کر رکھا ہے، اور انسانوں کی محنت کو اس نہر کے تیار کرنے میں کوئی دخل نہیں ہے۔''

جیسا کہ دجلہ اور فرات ((القسم الثانی ما اجراہ اللہ من صغار الانہار فھو علی ضربین))''یعنی دوسری قسم وہ چھوٹی نہریں ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے جاری کر رکھی ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں۔''

قسم اول:... یہ کہ اس قسم کی نہروں میں پانی اس قدر کافی ہے کہ بغیر روکنے یعنی بند لگانے کے اس علاقہ کی زمینوں کو سیراب کرنے کےلیے کافی ہے، ہر ایک زمیندار اپنی زمین کو سیراب کرنے کےلیے بقدر ضرورت پانی لے سکتا ہے، کسی کا کسی دوسرے سے تعارض نہیں۔

قسم دوم:... یہ کہ ان قدرتی نہروں میں پانی کافی مقدار میں نہیں آرہا، جب تک اس علاقہ کا پہلا زمیندار پانی روک کر اتنا نہ جمع کرلے کہ اس کی زمین سیراب ہوسکے، اس وقت تک دوسرا

زیندار اپنی زمین کو سیراب نہیں کرسکتا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ زیندار باری باری اپنی زمینیں سیراب کریں۔
یہ دونوں قسم کی نہروں کی وہ جو قدرتی نہریں ہیں، ہر ایک ان نہروں سے بغیر کسی قسم کے اجرت یا معاوضہ یا قیمت ادا کرنے کے پانی حاصل ہو سکتا ہے، اور اپنی زمین کو سیراب کر سکتا ہے۔

تیسری قسم نہر :...فرماتے ہیں :

((ما احتضرہ الادمیون من الارضین فیکون النہر بینھم ملکا مشترکا))

''وہ نہر جسے اس علاقہ کے لوگوں نے خود نکالا ہے، یہ نہر اس علاقہ کے زینداروں میں مشترک ہوگی۔''

سب اس کے مالک ہوں گے۔

اس تفصیل کے ذکر کرنے کا مقصد صرف یہی ہے کہ احادیث میں بارانی زمینوں کے ساتھ جن نہری زمینوں کا ذکر ہے، یہ وہ نہریں ہیں جو انسانوں نے نہیں کھودیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اس کا انعام ہے، پس جس طرح بارش سے زمین سیراب کرنے والے کو کسی قسم کی محنت نہیں کرنی پڑتی، اور نہ کسی قسم کا معاوضہ دینا پڑتا ہے، اس طرح قدرتی نہروں سے سیراب کرنے میں کوئی خاص محنت نہیں کرنی پڑتی، اور نہ کسی قسم کا معاوضہ ادا کرنا پڑتا ہے، اس لیے ایسی زمینوں میں عشر ہے۔

اس حقیقت کو پیش نظر رکھ کر امام نووی شرح مہذب میں کسی قدر تفصیل سے لکھتے ہیں، فرماتے ہیں : چھوٹی نہریں، اور کھالے، جو بڑی نہر سے کھود کر نکالے جائیں، اس میں عشر ہے، یہ مشہور قول شافعہ کا ہے، اس کے بعد شیخ ابو سبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا فتویٰ یہ ہے کہ چھوٹی نہر جو زیندار خود کھود کر بڑی نہر سے لائیں، اس سے سیراب شدہ زمین سے نصف عشر ہے، اور صاحب تہذیب سے اس کی ایک تشریح یوں نقل کرتے ہیں، کہ اگر چھوٹی نہر یا کھالا یا سا ہے کہ ہر سال اس پر محنت کرنی پڑتی ہے، مٹی یا ریت سے اٹ جاتا ہے، اور اسے کھود کر اسے صاف کرنا پڑتا ہے، تو اس میں نصف عشر ہے، اور اگر ایک دفعہ نہر کھودنے کے بعد کوئی خاص محنت نہیں کرنی پڑتی تو اس میں عشر ہے۔

واضح رہے کہ یہ تمام تفصیلات اس صورت کی ہیں کہ زیندار خود بڑی نہر سے چھوٹی نہر سے کھود لیتے ہیں، اور اگر کسی دوسرے کی نہر ہو اور اس سے پانی قیمتاً خریدا جائے، تو اس کے متعلق امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں :

((قال ابن کج ولو اشتری ما او سقی بہ وجب نصف العشر)) (صفحہ : ۴۶۲ جلد ۵)

''اگر پانی خرید کر زمین سیراب کرے، تو اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ زکوۃ ہے۔''

کتب فقہ حنفیہ میں بھی اس کا ذکر آتا ہے، صاحب در مختار میں لکھتے ہیں، کہ نصف عشر واجب ہے، جس زمین کو بڑے ڈول سے یا چھوٹے ڈول سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جائے، اس کے بعد لکھتے ہیں، اور کتب شافعیہ میں ہے، اگر قیمتاً خرید کر زمین سیراب کی جائے، تو اس میں نصف عشر ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں، ہمارے قواعد اس کے خلاف نہیں ہیں، عبارت یوں ہے :

((وفی کتب الشافعیۃ اوسقاہ بماء اشتراہ وقواعدنا لاتاباہ)) (ص ۵۵ جلد ۲)

صاحب ردالمختار اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں :

((لان العلۃ فی العدول عن العشر الی نصفہ فی سقی غرب ودالیۃ ھی زیادۃ الکلفۃ وھی موجودۃ فی شراء للماء))

اس سے معلوم ہوا کہ نہر کا پانی خرید کر زمین سیراب کرنے سے صورت بدل جاتی ہے، اس لے اس کا حکم مختلف ہے، آج کل نہریں حکومت تیار کراتی ہے، اور اس پر لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ کرتی ہے، اور آبیانہ معقول شرح کے ساتھ زینداروں سے وصول کرتی ہے، اور ہر بندوبست کے ساتھ آبیانہ کی شرح میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس لیے ظاہر ہے کہ ایسی نہری زمینوں کو پانی قیمت یا معاوضہ کے ساتھ حاصل کرنا پڑتا ہے، اس لیے ہمارے ملک کی نہروں سے سیراب ہونے والی زمینوں کا حکم وہ نہیں ہو سکتا، جو بلا معاوضہ و بلا قیمت ادا کیئے، قدرتی نہروں کے پانی سے سیراب ہونے والی زمینوں کا ہو سکتا ہے۔

اس حوالہ کی تحقیق کے مطابق ہمارے ملک کی وہ زمین کو سرکاری نہری پانی سے سیراب ہوتی ہے، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ زکوۃ واجب ہے، واللہ اعلم وعلمہٗ اتم۔

(العبد المذنب الراجی لرحمۃ ربہ الودود (مولانا) محمد داؤد غزنوی) (الاعتصام جلد ۹ نمبر ۴۵ صفحہ ۹)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

جلد 7 ص 137

محدث فتویٰ